بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

"۲۹ مارچ ۲۰۱۳ بمطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۴ ھجری"

عنوان

ہمارا سب سے اہم فرض انسانوں کو انسان بنانے کی جدوجہد

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیر نگرانی: محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط (آلِ عمران:۱۱۰)

تم سب سے بہترین امت ہو جسے پیدا کیا گیا ہے انسانوں کی رہنمائی کے لیے حکم دیتے ہو تم اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔

میں سب سے پہلے اپنے اور آپ کے اس مالک اور رب کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے ہم سب کو پیدا کیا اور سب چیزیں پیدا کیں جن کی ہم کو ضرورت تھی اور اسی کے ساتھ اس نے ہمیں عقل اور تمیز دی جس سے ہم نیکی اور بدی کو جان سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں اللہ کے ان نیک بندوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے احسان کا اقرار واعتراف کرتا ہوں جو نیکی اور سچائی کے پیامبر بن کر ہماری اس دنیا کے کسی حصہ میں کبھی آئے اور جنہوں نے خود مصیبتیں جھیل کر اور تکلیفیں اٹھا کر انسانوں کو سدھارنے کی اور ان کو انسان بنانے کی کوششیں کیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مالک ان سے راضی ہو اور ان کی اس بے لوث خدمت اور محنت کا اچھا سے اچھا بدلہ دے۔ اس کے بعد میں اپنے مالک اور رب سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے اس وقت وہ باتیں کہنے کی توفیق دے جن کی ہم انسانوں کو ضرورت ہے اور جن میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

ہمارے ضروری مسائل:

میرے بھائیو! ہم انسانوں کے بہت سے مسئلے ہیں اور اپنی اپنی جگہ وہ سب ضروری اور فکر کے قابل ہیں مثلاً غذا کا مسئلہ ایک ضروری اور بنیادی مسئلہ ہے ،جس کی طرف سے ہم کا دن بھی بے فکر اور بے پرواہ نہیں رہ سکتے اسی طرح صحت اور تندرستی کا مسئلہ بھی ایسا ضروری اور اہم ہے کہ اس کے بغیر چین اور اطمینان کی زندگی نصیب نہیں ہو سکتی اسی طرح تعلیم و صنعتی ترقی وغیرہ اب ہماری ایسی ضرورتیں ہیں جن کے بغیر ہماری زندگی کی گاڑی اب نہیں چل سکتی۔

الغرض یہ سب اس دنیا کے ضروری اور بنیادی مسائل ہیں اور سب کو ان کے ضروری ہونے کا احساس بھی ہے، لیکن ایک مسئلہ ایسا ہے جو ان سب سے زیادہ اہم ہے مگر ان کی طرف شاید کہیں بھی توجہ نہیں کی جارہی ہے۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ انسان انسان بنے،

انسان بننے کے مسئلہ کی ضرورت واہمیت:

اس مسئلہ کی ضرورت کو سمجھنے کے لیے یہ پہلے ضروری ہے کہ ہم اس پر غور کریں کہ انسان کیا ہے اور اس دینا میں اس کا امتیاز کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

میرے بھائیو! یہ کھلی حقیقت ہے کہ انسان اپنے اندر دو مختلف چیزیں رکھتا ہے۔ ایک حیوانیت دوسری روحانیت اور دونوں کے الگ الگ تقاضے ہیں،

انسان کے حیوانی تقاضے:

حیوانیت کی نسبت سے انسان کو دوسرے حیوانات کی طرح غذا کی ضرورت ہے، اسی طرح اس کو صحت کی ضرورت ہے، چین و آرام سے رہنے کی ضرورت ہے، رہنے کے لیے گھر کی ضرورت ہے، دل کا سکون اور زندگی کا لطف حاصل کرنے کے لیے اور بقائے نسل کے لیے جوڑے کی ضرورت ہے اور اسی کی اور بھی کچھ ضرورتیں ہیں اور اسی لیے یہ ضرورتیں تمام حیوانوں میں مشترک ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ بیچارے دوسرے حیوانات اپنی ان ضرورتوں کو گھٹیا طریقہ پر پورا کرتے ہیں اور انسان ذرا بڑھیا اور ترقی یافتہ طریقہ پر پورا کرتا ہے۔

انسان کے روحانی تقاضے:

انسان میں جو دوسرا پہلو روحانیت کا ہے اس کے تقاضے ان حیوانی تقاضوں سے الگ اور دوسرے قسم کے ہیں، اس پہلو کے تقاضے یہ ہیں کہ اس میں خدا پرستی اور خدا ترسی ہو، اچھے اخلاق ہوں یعنی سچائی اور ایمان داری ہو، حیا اور شرافت ہو، عفت اور پاک دامنی ہو، انصاف اور رحم ہو، ہمدردی اور غمخواری ہو، محبت اور

مروت ہو، اخلاص اور ایثار ہو، بےغرض دوسروں کی خدمت کا جذبہ ہو، نیکی سے الفت اور برائی سے نفرت ہو، کسی پر ظلم نہ ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو، دھوکا اور خیانت نہ ہو چوری اور رشوت نہ ہو، دل بے درد اور خودغرض نہ ہو، دوسروں کی خیرخواہی ہو اگرچہ وہ ہمارے بدخواہی ہوں اور دوسروں کو آرام اور نفع کی صفت ہے، حکمت اور عدل وانصاف کے ساتھ دنیا کے اس پورے کارخانے کو چلانے کی اا وراس حکومت کرنے کی صفت ہے۔-----------۔ آپ غور کریں! ان خدائی صفات کا کسی درجہ میں نمونہ اور مظہر بننے کے قابل صرف انسان ہی ہے۔------------------

پس جو انسان اتنا بلند پیدا کیا گیا ہے اس کو صرف ترقی یافتہ جانور قرار اور اس کی صرف مادی اور حیوانی ضرورتوں ہی کو اس کی ضرورتیں سمجھنا اور اس کو انداز کر دینا اور اس کی طرف سے ایسی غفلت اور لاپروائی برتنا جیسی کہ آج اس دنیا میں برتی جارہی ہے، سوچئے انسانیت پر کتنا بڑا ظلم ہے اور کتنا بڑا اندھیرا ہے۔

روحانی مسئلہ کی طرف بے پروائی نے ہماری زندگی کو عذاب بنادیا ہے:

اس مسئلہ کا ایک دوسرا یہ بھی ہے کہ روحانیت اور اخلاق کے مسئلہ کی طرف سے اس بے پروائی نے ہمارے دوسرے مسئلوں میں بھی سخت الجھنیں ڈال دی ہیں اور ہم کو ایسی تکلیفوں اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیا ہے جنھوں نے ہماری اس زندگی کو عذاب بنادیا ہے۔----------

معاملات میں دھوکا بازی اور بے ایمانی، چور بازاری اور رشوت ستانی، جھوٹے مقدمے اور جھوٹی گواہیاں اور کمزوریاں کے مقابلے میں زورداروں کی زبردستیاں، یہ ہیں کہ ہماری زندگی کی ایسی عام مصیبتیں اور ایسی وبائی بیماریاں ہیں کہ شاید ہی اللہ کا کوئی خوش نصیب بندہ ہوگا جو ان مصیبتوں سے اور ان کی تکلیفوں سے بچا ہوگا اور ان دکھوں پر روتا نہ ہو۔-----------۔ آپ غور کریں ان ساری برائیوں اور بیماریوں کی جڑ یہی ہے کہ انسانوں کے روحانی پہلو سے غفلت برتی جا رہی ہے اور انسانوں کو انسان بنانے کی فکر نہیں کی جارہی ہے۔-------------

اللہ تعالیٰ کی توفیق نے ہم کو انسانیت کے اس مسئلہ کی طرف متوجہ کیا:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور فکر کرنے کی توفیق دی ہے اور ہمارے دل میں یہ یقین ڈالا ہے کہ انسانی دنیا کا سب سے بڑا قابل فکر مسئلہ ہے اور اس اسی کو ہمیں اپنی فکر اور توجہ کا مرکز بنالینا چاہیے ہم نے اسی کے بھروسہ سے اس کا فیصلہ کرلیا ہے کہ تک ہو سکے گا ہم اس کے لیے جدوجہد کریں گے اور دوسرے بھائیوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں گے، ہمیں خوب اندازہ ہے کہ یہ کام بہت بڑا اور بہت اونچا ہے اور ہم بہت چھوٹے اور بہت نیچے ہیں اور ہمارے پاس وسائل بھی نہیں ہیں، لیکن خدا میں سب طاقتیں ہیں اور اس سے ہماری امید ہے کہ وہ اپنی مدد سے ہم کو محروم نہیں رکھے گا اور اپنے ان بندوں کو اس کام کے لیے کھڑا کر دے گا جو اس کی نگاہ میں اس کے اہل ہوں گے۔

طریقہ کار:

ہماری یہ بات سن کر آپ کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس بڑے کام کے لیے ہمارے سامنے طریقہ کار کیا ہے؟

میں آپ سے صاف عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس پر بھی کافی سوچ بچار کیا ہے، اور ہم اپنے اس یقین پر بالکل مطمئن ہیں کہ یہ کام اللہ کے پیغمبروں اور اس کی طرف سے آنے والے ہادیوں کے طریقہ ہی سے ہوسکتا ہے اور اس کے لیے کوئی اور طریقہ ہے ہی نہیں۔

اس کام کے لیے سب پیغمبروں کا طریق کار ایک ہی تھا:

ہم کو یقین ہے اللہ کے یہ سچے اور اچھے بندے خواہ وہ کسی زمانہ میں بھی آئے ہوں انسان کو انسان بنانے کے لیے ان سب کا طریقہ اصولی طور پر ایک ہی تھا، اور اس کے دو خاص جز تھے، ایک بندوں کا اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنا اور دوسرا مرنے کے بعد کی جزاءسزا کا حقیقی یقین ان کے دلوں میں پیدا کرنا۔

اللہ کے ساتھ زندہ تعلق اور آخرت پر یقین کا مطلب:

اس سے میرا مطلب خدا کو اور مرنے کے بعد کی جزا و سزا کو صرف ایک عقیدہ کے طور پر مان لینا نہیں ہے، ان دونوں باتوں کو عقیدہ کے طور پر تو آج بھی دنیا کی اکثر آبادی مانتی ہے، لیکن خاص اس مان لینے سے زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور روح کے چشمہ سے اخلاق نہیں پھوٹتے، اور انسان انسان نہیں بنتا، پیغمبروں اور پیغمبروں کے کام کو جاننے والے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغمبر اور ہادی، ان باتوں کو صرف عقیدہ کے طور پر منوانے کے لیے اور اقرار کروانے پر قناعت نہیں کرتے، بلکہ ان کا خاص کام یہ ہوتا ہے، کہ بندوں کا اللہ سے ایسا زندہ تعلق اور آخرت کی جزا و سزا کا ایسا یقین ان کے دلوں میں پیدا کریں جو ان زندگی پر چھا جائے، اور ان کے ظاہر اور باطن کو بدل دے۔

آپ حضرات کے لیے آخرت کی جزا و سزا کے یقین کا سمجھنا تو زیادہ مشکل نہ ہوگا۔ لیکن ''اللہ کے ساتھ تعلق'' سے جو میرا مطلب ہے شاید آپ میں سے بعض حضرات نے اس کو نہ سمجھا ہو، اس کو سمجھنے کے لیے آپ بطور مثال کے اس تعلق پر غور کریں جو ایک نہایت شریف بیٹے کو اپنی مشفق اور محترم ماں سے ہوتا ہے۔ آپ جنتے ہیں کہ اس تعلق کی نوعیت یہ نہیں ہوتی کہ اس نے بس علمی طور پر یا عقیدہ کے طور پر ماں کو ماں مان لیا ہے۔ بلکہ یہ تعلق اس کی رگ رگ میں سمایا ہوتا ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ماں کے سامنے وہ کوئی کام ایسا نہیں کرتا، جس سے ماں کا دل دکھے، وہ ماں کے سامنے گالیاں نہیں بکتا، لچ پنے اور بے شرمی کی باتیں نہیں کرتا۔ بس اسے ایسے ہی سمجھ لیں کہ جب نبدہ کا تعلق اپنے مالک سے ہوجاتا ہے تو اس کا حال بھی یہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر کا کام پوری طرح محفوظ اور روشن ہے:

اب سے دو ہزار سال یا چار ہزار سال پہلے آنے والے اللہ کے نبی اور ہادیوں نے جس طرح یہ کام کیا ہے اور پھر اس کے جو نتیجے ظاہر ہوئے ہیں اور ان کی محنتوں اور کوششوں سے جیسے انسان بنے ہیں، افسوس ہے کہ دنیا نے اس پورے ریکارڈ کو محفوظ نہیں رکھا، یہاں تک کہ جو قومیں ان کو ماننے والی ہیں، اور ان کو اپنا ہادی اور پیغمبر مانتی ہیں، اس کے پاس بھی اپنے ان پیغمبروں اور ہادیوں کی زندگی کی پوری تاریخ اور ان کے تفصیلی کام محفوظ نہیں ہیں، اگر ان کی تاریخ محفوظ ہوتی تو میں پہلے مثال میں ان کے کام کو ہی آپ کے سامنے رکھتا، لیکن آخری پیغمبر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا جس طرح کیا اور اس کا مفصل کام دنیا کو دیا اور اس کے نتیجہ میں جو انسان بنے، اور پوری قوم کی زندگی میں جو حیرت انگیز انقلاب آیا، اس کی مفصل تاریخ اور مکمل ریکارڈ بالکل محفوظ ہے اور ایسی تاریخی حقیقت ہے جس کو آپ جیسے پڑھے لکھے وہ سب بھائی جانتے ہیں جنھوں نے کچھ بھی دنیا کی تاریخ کو پڑھا ہے۔

تمام انسانوں کو ہماری دعوت:

پس ہماری دعوت تمام انسانوں کو ـــــــــــــــــــــــــــــ خواہ وہ کسی مذہب اور کسی ملت سے تعلق رکھتے ہیں، بس یہ ہے کہ اللہ کے بندو! اپنے اندر صحیح روحانیت اور اچھے روحانی اخلاق پیدا کر کے خود کو انسان بننے کی اور اپنے دوسرے بھائیوں کو، انسان بنانے کی فکر کرو۔ یہی انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور یہی انسانوں کی سب سے بڑی خدمت ہے ـــــــــــــــــــــــ اور جہاں تک غور اور تجربے کی بات ہے اس کا راستہ صرف یہی پیغمبروں والا راستہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اپنا صحیح اور زندہ تعلق پیدا کیا جائے اور مرنے کے بعد جزا و سزا کا یقین دلوں میں پیدا کیا جائے اور یہ دونوں باتیں ہر مذہب کی بنیادی باتیں ہیں۔ لہٰذا ہم سب بلا امتیاز مذہب و ملت سب کو اس کی دعوت دیتے ہیں۔

خاص طور پر ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں سے کہوں گا کہ عزیزو! سنجیدگی سے ہماری اس بات پر غور کرو اگر آپ نے صرف ان ہی مسئلوں اپنے اور دوسرے انسانوں کے ضروری مسئلے سمجھا ہے جن کا تعلق ہماری مادی ضرورتوں سے اور آپ کی حیوانی پہلو سے ہے تو آپ کا اپنے اور دوسرے انسانوں کے ساتھ ایک طرح کا ظلم ہوگا اور یہ ایسا یہ ہے جیسے کہ کوئی بے وقوف آدمی اپنی اولاد کے لیے اچھے اچھے کھانوں کی اور بڑھیا سے بڑھیا کپڑوں کی تو فکر کرتا ہے لیکن ان کی تعلیم و تربیت کی اور ان کو تہذیب و تمیز سکھانے کی اس کو بالکل پرواہ نہ ہو

آخری بات:

اللہ کے اس تعلق کو اور آخرت کے یقین کو انسانی دنیا میں زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کریں، انسانیت کے لیے یہ سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کے بغیر انسانیت سراسر حیوانیت ہے،

اور میرے بھائیو! دلوں کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے اسی سے دعا کرتا ہوں کہ اس اچھے کام کے لیے ہمارا سینہ کھول دے اور ہمارے دلوں کو ہمت دیدے۔

ھٰذا ما عندی و علم عند اللہ عزّ و جلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے، ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہوجائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ